بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

ایک مدت سے ان صفحات میں مرکز کے حالات اور کاموں کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ حالانکہ جماعت کے ارکان اور ہمدردوں کو یہاں کے حالات کے لیے برابر انتظار بھی رہتا ہے اور ہم ان کو یہاں کے کاموں کی رفتار اور دوسری ضروری باتوں سے باخبر رکھنا ضروری بھی سمجھتے ہیں۔ اس کوتاہی کی وجہ یہ ہے کہ ہماری خواہش تھی کہ سالانہ اجتماع کے موقع پر، اس سال کے لیے جو باتیں طے ہوئی تھیں، ان کے بروئے کار آنے کی کوئی شکل پیدا ہو تو ارکان اور ہمدردوں کو ان سے مطلع کریں، صرف موانع اور عذرات کا ذکر کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ سالانہ اجتماع پر کئی مہینے گذر گئے اور اب تک ہم ان مشکلات پر قابو نہ پا سکے جو ہمارے سامنے تھیں اور نہ بظاہر حالات اس بات کی توقع ہے کہ ہم جلد ان پر قابو پا سکیں گے۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ لوگوں کو صحیح صورت حالات سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ انھیں اس بات کا علم رہے کہ تجاویز کے عمل میں آنے میں جو تاخیر ہو رہی ہے نہ وہ بلا سبب ہے اور نہ ہماری غفلت کی وجہ سے ہے۔

اس سلسلہ میں پہلی قابل لحاظ بات یہ ہے کہ ایک عرصہ سے امیر جماعت مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی طبیعت برابر خراب چلی جا رہی ہے۔ سالانہ اجتماع سے پہلے ان پر بیماری کے متعدد حملے ہو چکے تھے اور وہ اس قابل نہ تھے کہ اجتماع کی کارروائیوں کی نگرانی کر سکتے لیکن اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی اس وجہ سے انھیں مجبوراً اس سلسلہ کے سارے فرائض انجام دینے پڑے، جس کا اثر ان کی صحت پر نہایت خراب پڑا۔ اجتماع سے فارغ ہونے کے بعد ہم نے چاہا کہ ان کو کچھ آرام کرنے کا موقع ملے لیکن حالات ایسے تھے کہ یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ اب تک صورت حالات یہ رہی ہے کہ جماعت کے سارے شعبے تنہا ان کی ذات سے وابستہ رہے ہیں۔ وہی جماعت کے امیر تھے، وہی ترجمان القرآن کے اڈیٹر تھے، وہی تنظیم جماعت کے سلسلہ کے امور کی نگرانی کرتے تھے، وہی استفسارات کے جواب لکھتے تھے۔ اور وہی سارا حساب کتاب رکھتے تھے۔ تصنیف و تالیف کا مشغلہ اور درس کا سلسلہ مزید براں۔ اس وجہ سے اس بات کا موقع بالکل نہیں تھا کہ وہ مرکز سے کچھ دنوں کے لیے غیر حاضر ہو کر اپنی صحت کی فکر کر سکیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گرمیوں میں ان کی صحت اس قدر گر گئی کہ وہ کام کرنے کے بالکل قابل نہیں رہے اور مجبور ہوئے کہ یہاں کی ذمہ داریوں کو دوسروں پر چھوڑ کر اپنے علاج کی فکر کریں۔ اس غرض کے لیے وہ دلی گئے۔ دلی میں گرمیوں کا موسم نہایت سخت ہوتا ہے لیکن یونانی علاج جو نسبۃً ان کے مزاج کے موافق ہے، وہیں اچھا ہو سکتا تھا، اس وجہ سے کچھ دنوں وہاں قیام کیا۔ اس قیام سے انھیں تھوڑا بہت

فائدہ تو ضرور ہوا لیکن کچھ تو وہاں کے موسم کی خرابی اور کچھ مرکز کی ضروریات نے مجبور کیا اور وہ برسات کے شروع میں واپس آ گئے۔ یہاں اس بات کی کوشش کی گئی کہ ان پر زیادہ ذمہ داریوں کا بوجھ نہ پڑنے پائے لیکن یہاں رہ کر پوری یکسوئی ممکن نہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ پھر بیمار پڑے۔ اس بیماری سے اٹھنے کے بعد بجائے اس کے کہ وہ آرام کرنے کی مہلت پاتے یکم اکتوبر سے باقاعدہ پھر کاموں میں مشغول ہو گئے۔ ابھی ایک مہینہ بھی پوری پابندی سے کام نہیں کرنے پائے تھے کہ پھر صحت گرتی ہوئی نظر آئی۔ امرت سر جا کر ایکسرے سے معائنہ کرایا تو معلوم ہوا کہ بائیں گردے میں پتھری ہے اور یہ سارے فسادات اسی کے کرتے ہیں۔ اب یونانی طریقہ پر اس کا علاج ہو رہا ہے اور خدائے علیم و خبیر ہی بہتر جانتا ہے کہ پردۂ غیب میں کیا ہے اور آئندہ اس کے علاج کے سلسلہ میں کیا صورت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مرض دور ہو اور خدمت دین کا جو کام سامنے ہے اس کے کرنے کے لیے ہمت اور قوت عطا ہو۔

ان صفحات میں شخصی حالات کا کبھی ذکر نہیں آتا لیکن مولانا کی اس بیماری کا ذکر مجبوراً اس وجہ سے کرنا پڑا کہ بہت سے لوگوں کو ترجمان القرآن کی تاخیر اشاعت سے شکایت ہے۔ بعض لوگوں کو تفہیم القرآن کا سلسلہ باربار جاری نہ رہنے پر رنج ہے۔ بعض لوگ استفسارات کے جواب جلد نہ ملنے سے آزردہ ہو رہے ہیں، بہت سے لوگ تعلیمی اسکیم کے اب تک جاری نہ ہونے سے مایوس ہو رہے ہیں۔ ان سب حضرات کو معلوم ہو جائے کہ ادھر ایک عرصہ سے کاموں کے تسلسل اور ان کی باضابطگی میں جو خلل پیدا ہوتا رہا ہے اس میں جہاں وقت کے دوسرے حالات کو دخل رہا ہے وہاں امیر جماعت اور مدیر ترجمان القرآن کی علالت کو بھی بہت کچھ دخل ہے۔ اور یہ ایسی چیز ہے جس پر بندوں کو کوئی اختیار نہیں۔ البتہ اس اثنا میں اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ یہاں کے مختلف شعبوں کی ذمہ داریاں، جو تنہا امیر جماعت پر تھیں، تقسیم کر دی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بہت حد تک اس میں کامیابی ہوئی ہے اور جو کسر اب باقی رہ گئی ہے امید ہے کہ وہ بھی بہت جلد پوری ہو جائے گی۔ اب یہاں کے وہ تمام شعبے، جن سے جماعت کے ارکان اور ہمدردوں کو واسطہ پڑتا ہے، مختلف ذمہ دار اور قابل اطمینان ہاتھوں میں ہیں توقع ہے کہ بہت جلد لوگوں کی شکایات دور ہو جائیں گی۔ ترجمان القرآن کو بھی وقت پر لانے کی پوری کوشش جاری ہے۔ اب اس کے لیے ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ ان شاء اللہ یہ پابندی کے ساتھ ماہ بماہ خریداروں تک پہنچ جایا کرے گا۔ البتہ جب تک مدیر ترجمان القرآن بیمار ہیں اس وقت تک لوگوں کو خود ان کے مضامین کے لیے زیادہ انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ فی الحال اگر وہ تفہیم القرآن کا سلسلہ جاری رکھ سکیں تو یہی غنیمت ہے۔

تعلیمی اسکیم کے سلسلہ میں، سالانہ اجتماع کے موقع پر، یہ بات طے ہوئی تھی کہ فی الحال ثانوی تعلیم کے عارضی نظام کا آغاز کیا جائے۔ یہ فیصلہ تعمیر کی موجودہ مشکلات اور اسباب کی زحمتوں کو سامنے رکھ کر کیا گیا تھا۔ خیال تھا کہ بروقت ایک مختصر اسٹاف اور طلبہ کی ایک محدود تعداد کے قیام و تعلیم کے لیے چند جھونپڑے اور مکانات بنا لینے میں کچھ زیادہ زحمت نہ ہوگی اور اس مختصر نظام کے لیے جماعت کے اندر اتنے آدمی بھی آسانی کے ساتھ مل جائیں گے جو کام کا آغاز کر سکیں گے، پھر آہستہ آہستہ انہی کی مدد سے ابتدائی تعلیم کے لیے کارکن بھی تیار ہو جائیں گے، نصاب کی تیاری میں بھی سہولت ہوگی، اور آگے کے کاموں یعنی اعلیٰ تعلیم کے لیے بھی راہیں کھلیں گی۔ لیکن ہمارے یہ سارے تخمینے غلط نکلے۔ یہ اندازہ لگاتے وقت ہم سب سے زیادہ پر امید اس وجہ سے تھے کہ جنگ ختم ہو رہی تھی۔ جنگ تو بلاشبہ

ختم ہوگئی لیکن اس کی پیدا کی ہوئی زحمتوں میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہے۔ سارا سامان تعمیر اول تو گراں بہت زیادہ ہے۔ ثانیاً اس کے حاصل کرنے میں ایسی قانونی رکاوٹیں ہیں کہ ان سے عہدہ برآ ہونا صرف انہی لوگوں کے بس کا کام ہے جن کو نہ روپے کی پروا ہو نہ ایمان وضمیر کی۔ ہم ان دونوں چیزوں میں سے کسی چیز کی بھی فیاضی کے ساتھ قربانی کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اس وجہ سے ہمارے سامنے وہ ساری مشکلیں اکٹھی ہوگئی ہیں جو ایک بگڑی ہوئی دنیا میں ان لوگوں کو پیش آیا کرتی ہیں جو اپنے اصولوں کی قربانی کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔

محض تعلیمی اسکیم جاری کرنے کے خیال سے ہم نے تعمیرات کا ایک مستقل شعبہ عرصہ ہوا قائم کر دیا ہے اور ایک ذمہ دار کارکن کو، دوسری مصروفیتوں سے الگ کرکے، صرف اسی کام کے لیے خاص کر دیا ہے۔ ضرورت کی اہمیت کی وجہ سے سامان تعمیر اور لیبر (مزدور) کی غیر معمولی گرانی کا مسئلہ بھی ہم نے نظر انداز کر دیا تھا۔ صرف ایک خیال سامنے تھا کہ جس طرح اور جس قیمت پر بھی ممکن ہو، جلد سے جلد کام شروع کر دینے کی کوئی شکل پیدا ہو جائے۔ لیکن یہ سب کچھ کرنے کے باوجود افسوس ہے کہ تعمیر کا سلسلہ شروع ہو کر جاری نہ رہ سکا اور بہزار دقت جو سامان تعمیر مہیا ہوا اس سے بھی پورا فائدہ اٹھایا نہ جا سکا۔ یہاں ہم ایسے جنگل میں ہیں کہ آس پاس کوئی ایسی بستی بھی نہیں ہے جہاں کرایہ کے مکانات کا بندوبست کرکے کام کا کچھ سلسلہ جاری ہو سکے اور اگر یہاں سے کچھ دور ہٹ کر اس کا بندوبست کرنے کی کوشش کی جائے تو ایک بڑی دقت یہ پیدا ہوگی کہ فوراً ہمیں درسگاہ کے لیے ایک مستقل اسٹاف کی ضرورت ہوگی۔ مرکز میں کام کرنے والے حضرات سے درسگاہ کے سلسلہ میں ہم کوئی مدد نہ حاصل کر سکیں گے۔ اور یہ ہم اسی وقت کر سکتے ہیں جب ہمارے پاس قابل اعتماد کارکن بھی کافی ہوں اور سرمایہ بھی بھرپور ہو۔ فی الحال نہ ہمارے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ ایک وسیع اسٹاف رکھ سکیں اور نہ اتنے آدمی ہی ہیں کہ ہر شعبہ کے لیے بقدر کفایت ان کی خدمات حاصل کر سکیں۔ ان حالات میں اس کے سوا چارہ نہیں کہ اس وقت تک کے لیے مجبوراً تاخیر پر صبر کیا جائے جب تک کسی قابل اعتماد تعمیری تجربہ رکھنے والے شخص کی خدمات ہم کو حاصل نہ ہو جائیں اور سامان تعمیر کی فراہمی اور مزدوروں کے ملنے میں جو رکاوٹیں ہیں وہ دور نہ ہوں۔

تعمیر کی مشکل کے علاوہ ایک بہت بڑی مشکل ہمارے سامنے قابل اعتماد اساتذہ کی بھی ہے۔ ہمارے پیش نظر اگر محض ایک درسگاہ قائم کر دینا ہوتا تو نہایت آسانی سے ہر فن کے پڑھانے والے آدمی بکثرت مل جاتے لیکن ہم اس نصب العین کی خدمت کے لیے درسگاہ قائم کرنا چاہتے ہیں جو جماعت اسلامی کے سامنے ہے۔ اس درسگاہ کے کام کے وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اپنے فکر و عمل میں، اپنے تحقیق و تنقید کے انداز میں، اپنے طریق زندگی اور مقصد زندگی میں سو فیصدی جماعت کے نصب العین کے مطابق ہوں اور علمی و عملی دونوں اعتبارات سے ایسا ذہن اور ایسی سیرت رکھتے ہوں کہ جن لوگوں کی تربیت ان کے سپرد کی جائے ان کو پوری طرح متاثر کر سکیں۔ اس طرح کے اصحاب علم ابھی جماعت میں بہت تھوڑے ہیں اور جو ہیں ان کو مطلوبہ معیار تک پہنچنے کے لیے ابھی خود اپنی تربیت پر کافی وقت خرچ کرنا پڑے گا۔ جو اشخاص نئے علوم و افکار سے باخبر ہیں ان کے پاس مذہب کا صحیح علم اتنا نہیں ہے کہ وہ اپنے افکار و نظریات پر اس کی روشنی میں تنقید کرکے اس کے کھرے کھوٹے میں امتیاز کر سکیں اور جو حضرات

مذہب سے باخبر ہیں ان کو ابھی اس بات کا موقع نہیں ملا ہے کہ وہ نئے علوم و افکار کی روشنی میں اپنی معلومات کی قدر و قیمت کا اچھی طرح اندازہ کر سکے ہوں۔ ہم کو اس مشکل کا اندازہ پہلے سے تھا۔ ہم یہ توقع نہیں رکھتے تھے کہ ہمیں اپنے مقصد کے مطابق بنے بنائے آدمی باہر سے مل سکیں گے۔ چنانچہ ہم نے اس کے لیے یہ تدبیر سوچ رکھی تھی کہ جو حضرات تعلیمی اسکیم چلانے کیلئے منتخب کیے جائیں ان کو کام شروع کرنے سے پہلے ایک مدت اس مقصد کے لیے دیجائے کہ وہ مرکز میں باہمی مذاکرہ اور تبادلۂ خیالات سے علمی تعاون کی ایسی صورتیں پیدا کرلیں کہ ایک کی کمی دوسرے کی مدد سے پوری ہو سکے۔ لیکن اولاً تو ابھی تک ہم اپنے شرائط کے مطابق آدمی ہی پورے نہیں پا سکے اور جو حضرات مل بھی سکے ہیں ان کو ابھی مکانات نہ ہونے کی وجہ سے، مرکز میں جمع نہیں کر سکے کہ وہ پیش نظر اسکیم کے لیے اپنی تیاریاں شروع کر سکتے۔

سرمایہ کی کمی بھی ہمارے سامنے ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اگر ہمارے پاس کافی سرمایہ ہوتا تو اس میں شبہ نہیں کہ ہم کم از کم اس بات کی تو کوئی پروا نہ کرتے کہ چیزیں گراں ہیں۔ لیکن ابھی ہمارا حال یہ نہیں ہے کہ ہم کسی مقصد کے لیے، خواہ وہ کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو، آزادی کے ساتھ روپیہ صرف کر سکیں۔ جماعت کا تھوڑا سا سرمایہ، جو ہمارے پاس امانت ہے، ہماری کوشش یہ ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اور چونکہ جماعت کے باہر کے لوگوں سے مالی اعانت کی کوئی درخواست کرنا ہمارے اصول کے بالکل خلاف ہے اس وجہ سے ہم مجبور ہیں کہ جو قدم بھی اٹھائیں وہ جماعت کی مجموعی مالی حالت کو پیش نظر رکھکر اٹھائیں۔ اس کی وجہ سے ہمارے کاموں میں جتنی دیر بھی ہو ہم اس کو گوارا کریں گے لیکن اس بات کو کبھی گوارا نہ کریں گے کہ جو لوگ ہمارے مقصد کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھتے ان کا سرمایہ ہماری سرپرستی کرے۔ ہمارے دل میں اس بات کی کوئی خواہش نہیں ہے کہ ہم جلد سے جلد لوگوں کو اپنا کوئی کارنامہ دکھا سکیں۔ ہماری کوشش صرف یہ ہے کہ جو کام بھی ہو اصول کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو۔ اسی طرح کا کام موجب خیر و برکت ہوگا۔ اگر تاخیر سے گھبرا کر ہم نے اپنے اصولوں میں ذرا بھی کمزوری دکھائی تو ایک درسگاہ تو ضرور قائم ہو جائے گی لیکن یہ درسگاہ تجدید انقلاب کی اس جد و جہد میں ہماری کوئی مدد نہیں کر سکے گی جس کے لیے ہم اٹھے ہیں بلکہ الٹے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ درسگاہ ہمارے سارے کاموں اور سارے منصوبوں کو لے کر بیٹھ جائے گی۔ ہمارے ملک میں بعض درسگاہیں نہایت اہم اصلاحی اور انقلابی مقاصد کے لیے قائم ہوئیں لیکن چونکہ ان میں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا گیا کہ جس طرح کے ارادے ان کی تعمیر میں شریک ہیں اسی طرح کے لوگوں کا مال ان کی کفالت کا بار اٹھائے اس وجہ سے بہت جلد ان کے مزاج میں فساد آگیا اور روپیہ دینے والوں کا بلند ہاتھ روپیہ مانگنے والوں کے پست ہاتھ پر اس طرح غالب آگیا کہ وہ سارے مقاصد خاک میں مل گئے جو ان درسگاہوں کے قیام سے پیش نظر تھے۔ ہم اس غلطی کا اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔ ہم اس درسگاہ کو اس تحریک کے ایک جزکی حیثیت سے اور اسی کی خاطر چلانا چاہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ضروری ہے کہ جن لوگوں کے دل اس تحریک میں ہمارے ساتھ ہیں انہی کی جیب اس درسگاہ کی مالی ذمہ داریاں اٹھائے تاکہ یہ درسگاہ اس طرح پروان چڑھے جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی کر پروان چڑھتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ابھی جماعت کی حالت ایسی نہیں ہے کہ اس کے بل پر کوئی اس طرح کا بڑا عزم کیا جا سکے لیکن ہم

اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ اگر کام کو صحیح طور پر انجام دینا مشکل ہو تو اس کو غلط ہی طور پر کرنا گوارا کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کے لیے راہیں پیدا کرے گا۔

درسگاہ کے قیام میں جو دیر ہو رہی ہے اس کی ایک حد تک تلافی کے لیے ہم نے فی الحال یہ شکل سوچی ہے کہ جماعت کے کارکنوں کے لیے ایک عارضی تربیت گاہ جاری کر دی جائے۔ اس تربیت گاہ کا مقصد یہ ہو گا کہ جماعت کے کارکنوں کی ایک متعین تعداد آکر یہاں قیام کرکے جماعت کے کاموں کے لیے علمی و عملی ٹریننگ حاصل کرے۔ ان کے درس و مطالعہ کے لیے ایک مختصر نصاب ہو گا۔ اور ایک خاص نظام کے ماتحت ان کو یہاں کے مختلف شعبوں کے فرائض کو سمجھنے اور انجام دینے کا موقع بہم پہنچایا جائے گا۔ اس کام کے لیے مدت کم سے کم رکھی جائے گی اور اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ اس مدت میں ان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جائے۔ اس وقت ہمارے پاس قیام کے لیے اتنی گنجائش ہے کہ ۱۵-۲۰ آدمی بیک وقت یہاں ٹھہر سکیں گے۔ اگر ۱۵-۲۰ آدمیوں کے کم از کم تین بیچ بھی سال میں یہاں ٹھہر کر تربیت حاصل کر سکے تو بہت جلد جماعت کے اندر تجربہ کار کارکنوں کی کافی تعداد پیدا ہو جائے گی اور آئے دن تربیت نہ پائے ہوئے کارکنوں کی وجہ سے ہمیں جو زحمتیں پیش آرہی ہیں یا دوسروں کو کبھی کبھی جماعت کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہو جایا کرتی ہیں، ان میں بہت بڑی حد تک کمی ہو جائے گی اور تعلیم و دعوت کی رفتار بھی تیز ہو جائے گی۔ اس چیز کی ضرورت ہماری باہر کی شاخیں بھی محسوس کر رہی ہیں اور ہم بھی نہایت شدت کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں لیکن ہم اس تربیت گاہ کو درسگاہ کا ایک جزء بنانا چاہتے تھے اور درسگاہ کے قیام میں ہماری اسکیم کے لحاظ سے زیادہ دیر نہیں تھی اس وجہ سے اس کو ٹالتے رہے۔ اب چونکہ بظاہر حالات اس بات کی توقع نہیں ہے کہ درسگاہ اس سال جاری ہو سکے اس وجہ سے مناسب یہی معلوم ہوا کہ کارکنوں کی تربیت کا کام شروع کر دیا جائے۔ ان شاء اللہ یہی چیز درسگاہ کا پیش خیمہ بن جائے گی۔ اس مقصد کے لیے پھوس کا ایک مکان موجود ہے۔ صرف فرش ٹھیک ہو جائے اور ضروری سامانِ اقامت مہیا ہو جائے تو اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔

سالانہ اجتماع کا وقت قریب آرہا ہے۔ گزشتہ اجتماع کے موقع پر ہماری جن شاخوں کی طرف سے آئندہ کے اجتماع کے لیے دعوت نامے ملے تھے ان میں سے مدراس کی جماعت کی دعوت کو خاص اہمیت دی گئی تھی۔ اس اہمیت کی وجہ یہ تھی کہ مرکز سے بہت دور ہونے کی وجہ سے مدراس اس بات کا زیادہ حقدار تھا کہ سالانہ اجتماع کے ذریعہ سے مقصد دعوت کو وہاں تقویت پہنچائی جائے۔ یہی خیال اب تک پیش نظر رہا ہے۔ لیکن غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ مدراس میں اجتماع کرنے کی صورت میں جماعت اور ارکان جماعت کا بہت زیادہ روپیہ خرچ ہو گا۔ اب تک جماعت کے ارکان کی بڑی تعداد شمالی ہند میں ہے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ یہاں کے شرکائے اجتماع کی تعداد کسی طرح بھی پانچسو سے کم نہ ہو گی۔ اس سے زیادہ کا امکان ہے۔ اگر ارکان کی اتنی بڑی تعداد کو مدراس جیسے دور دراز علاقہ کا سفر کرنا پڑا تو آمد و رفت کے مصارف اتنے زیادہ ہوں گے کہ لوگ بار محسوس کریں گے اور بالفرض لوگ مقصد کی محبت میں بار نہ بھی محسوس کریں جب بھی یہ بات کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتی کہ بغیر کسی غیر معمولی سبب کے ارکان کو اس طرح کے ایثار پر مجبور کیا جائے۔

اس وجہ سے غور و فکر کے بعد یہ طے کیا گیا کہ سالانہ اجتماع تو یوپی میں ہو البتہ مرکز کے کارکنوں کا ایک وفد مدراس کا دورہ کرے۔ اس صورت میں ایک طرف تو ہر صوبہ کے ارکان کے لیے سفر نسبتاً کم خرچ اور آسان ہو جائے گا، دوسری طرف مدراس کیا سالانہ اجتماع کے انعقاد سے جو غرض پیش نظر تھی وہ بھی بہتر طریق پر حاصل ہو سکے گی۔ وفد بنا کر دورہ کرنے کی صورت میں جس جزرسی اور وسعت کے ساتھ صوبہ کے حالات اور تحریک کے لیے اس کی صلاحیتوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اس جزرسی اور تفصیل کے ساتھ سالانہ اجتماع کی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے مدراس کے رفقا بھی اس تجویز کو زیادہ پسند کریں گے۔ اور یہ خیال نہ کریں گے کہ ان کی دعوت کی قدر نہیں کی گئی۔ اصل چیز مقصد ہے وہ جس صورت میں بہتر طریق پر حاصل ہو اس کے لیے جماعت کے ارکان کو اپنی انفرادی سہولتیں اور خواہشیں ہمیشہ قربان کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

یہ مسئلہ ابھی زیر غور ہے کہ اجتماع کے لیے یوپی کا کون سا شہر موزوں ہو گا؟ ظن غالب ہے کہ الہ آباد یا کانپور کا انتخاب ہو گا۔ اس بارہ میں یوپی کی جماعتوں سے مراسلت ہو رہی ہے۔ ان کی تجاویز آ جانے کے بعد مرکز کی طرف سے آخری فیصلہ ہو گا۔ اور اس کا ان صفحات میں اعلان کر دیا جائے گا۔

اجتماع سے متعلق ضروری ہدایات اس سے پہلے کے اجتماعات کے موقع پر دی گئی ہیں۔ اس موقع پر مزید جن ہدایات کی ضرورت سمجھی جائے گی وہ بھی شائع ہو جائیں گی۔ بروقت صرف یوپی کے ارکان جماعت سے یہ کہنا ہے کہ وہ جس حد تک اس دعوت کو پھیلانے میں کوشش کر سکتے ہوں اسے اٹھا نہ رکھیں۔ سالانہ اجتماع کا اصلی فائدہ اسی صورت میں حاصل ہو سکے گا جب اجتماع سے پہلے ایک وسیع حلقہ کے ذہن کو اچھی طرح تحریک کے ما لہ و ما علیہ سے آشنا کر دیا جائے۔ اس کا آسان طریقہ لٹریچر کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا ہے۔ جن لوگوں تک ہمارا لٹریچر پہنچ جائے گا ان میں بڑی تعداد ان شاء اللہ ایسے لوگوں کی نکلے گی جو جماعت کے نصب العین سے قریب آ جائیں گے اور سالانہ اجتماع کے موقع پر اگر ان میں سے کچھ لوگ اپنے شبہات و شکوک دور کرنا چاہیں گے تو نہایت آسانی کے ساتھ کر سکیں گے۔ درحقیقت اسی طرح کے لوگوں تک پہنچنے اور ان کے ذہنوں میں اپنے مقصد کو اتارنے کے لیے یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں اجتماعات کیے جائیں۔ اگر یہ چیز مد نظر نہ ہوتی تو اجتماعات کو ہم اپنے پروگرام سے بالکل خارج کر دیتے۔ اس امر سے پہلے سے اس وجہ سے آگاہ کر دیا گیا ہے کہ جو لوگ بالکل خالی الذہن ہمارے اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں وہ ان سے بالکل فائدہ نہیں اٹھا سکتے بلکہ بسا اوقات اس بات کا اندیشہ رہتا ہے کہ وہ کسی غلط فہمی میں پڑ جائیں۔